نوتہ کی رسم شرعی نقطہ نظر سے

دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی

سوالنامہ:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے یہاں شادی بیاہ کے موقع پر یہ رواج عام ہے کہ دوست واحباب حضرات شادی کے گھر والوں کو ایک یا دو ٹن گھی، ایک بوری آٹا وغیرہ بھیج دیتے ہیں۔ پھر جب اس دوست کا بیاہ ہوتی ہے تو اوّل فریق اس کی مجازاۃ ومکافات کے لئے بھی اسی کے اشیاء روانہ کرتے ہیں اس کی حیثیت کیا ہے سود ہے یا نہیں ہے؟

(مستفتی، لطف الرحمٰن شریک دورہ موقوف علیہ جامعہ المرکز الاسلامی۔ (بنوں)

الجواب حامداومصلیا:

حرام (ربا) کا تحقق فقط قرض اور خرید وفروخت کے معاملات میں ہوتا ہے۔ ھبہ اور تبرع میں اس کا تحقق نہیں ہوتا۔

لہذا صورت مسئولہ میں جو چیزیں بطور عطیہ وتبرع کسی کو نکاح کے وقت دی جاتی ہیں اور اس سے مقصود اس کے مثل یا زیادہ ملنے کی امید رکھی جاتی ہیں اور نہ ملنے کے صورت میں ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ تو اس نیت سے کسی کو کوئی چیز دینا اس کے ثواب کو ختم کر دیتا ہے۔ البتہ اس طرح فعل پر گناہ بھی نہیں ہے۔ لیکن اس نیت سے دینا درست نہیں اور ہدیہ میں یہ بات ضروری ہے کہ ہدیہ دینے والے کو تو صرف اللہ کی رضا کیلئے دے اور جسے ہدیہ دیا جائے اُسے چاہیئے کہ ذہن میں رکھے کہ مجھے فلاں شخص نے ہدیہ دیا تھا پھر جب موقع دیکھے تو اس کا بدلہ دے دیں لیکن اسے جتائے نہیں کہ یہ تمھارے ہدیہ کا بدلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے پھر اس کے بدلہ میں اس سے زیادہ دیتے ایک اعرابی نے آپؐ کو ہدیہ میں ایک جوان اونٹ دیا۔ آپ نے اسے چھ جوان اونٹ عطا فرمائے۔

وفیہ من اعطی عطاء فوجد فلیجزبہ ومن لم یجد فلیس فان ثنی فقد شکر ومن کتم فقد کفر.

(مشکوٰۃ ج ۱ص :۲۶۱)

اور اگر یہ قرض یا بیع کی صورت ہو اور اس میں زیادتی کا مطالبہ ہو تو یہ صورت ربا (سود) میں داخل ہو کر حرام ہے۔ کما فی الحدیث

کل قرض جر نفعاً فھو ربوا.

(ترجمہ) ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچتا ہے تو وہ ربا میں داخل ہے: تو معنی اور حقیقت کے اعتبار سے اگرچہ یہ ہبہ اور ہدیہ ہے مگر اس کی صورت اور ظاہر سود جیسے ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، ماآتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عنداللہ

(سورۃ روم ایت ۳۹)

اس ایت میں ایک بری رسم کی اصلاح کی گئی ہے جو عام خاندانوں اور اہل قرابت میں چلتی ہے وہ یہ کہ عام طور پر کنبہ، رشتہ کے لوگ جو

کچھ دوسرے کو دیتے ہیں اس غرض سے کہ کل وہ ہمارے شادی میں کچھ دے گا۔ بلکہ رسمی طور پر کچھ زیادہ دے گا۔ خصوصاً نکاح وشادی بیاہ وغیرہ کی تقریبات میں جو کچھ دیا لیا جاتا ہے۔ اسی کی یہی حیثیت ہوتی ہے جس کو عرف میں نوتہ کہتے ہیں۔ اس آیت مبارک میں دیا گیا ہے ان کو یہ حق اس طرح دیا جائے کہ احسان نہ جتلائے اور نہ ہی کسی بدلے پر نظر رکھے اور جس نے بدلے کی نیت سے دیا ہے کہ ان کا مال دوسرے عزیز، رشتہ دار کے مال میں شامل ہونے کے بعد کچھ زیادتی لے کر واپس آجائے گا تو اُس کو عند اللّٰہ ثواب نہ ملے گا۔

ملاحظہ ہو امام ابو بکر جصاصؒ کی عبارت:

قال الجصاصؒ روی من ابن عباسؓ ومجاهدؒ فی قوله وما آتیتم من ربا لیربوافی اموال الناس هورجل یهب الشئی یریدان یثاب افضل منه فذالک الذی لا یر بواعندالله ولا یؤجر صاحبه فیه ولا اثم علیه (احکام القران ج:۳ ص: ۱۵۷)

اورقران کریم نے اس زیادتی کو لفظ ربوا سے تعبیر کر کے اس کی قباحت کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ ایک صورت سود کی سی ہوگی۔

قال الجصاصؒ:فعلی یجازی ماقال الجصاصؒ و اختاره جمهور المفسرین نظم الایة یحتمل المعینین الاول:ان الاهداء بنیة ان یجازی بأفضل او اکثر منه وان کان حلالاً ولکنه خلاف للمرؤة غیر مبارك فیه۔

والثانی: حرمة ذلک وعلی الاول فحکم الایة عام شامل للنبی ﷺ و امنهااجمعین وعلی الثانی هو خصوصیة من خصائصه ﷺ کقوله تعالی ولاتمنن تستکثرفالاهداء بقصد المکافات باالافضل مکر وه لکل امة لکونه خلافا للمرؤة حرام علی الرسول ﷺ بالخاصة۔ (احکام القران للجصاصؒ جلد: ۳ ص: ۱۵۸)

ترجمہ:۔علامہ ابو بکر جصاصؒ فرماتے ہیں۔ اگر ہدیہ دینا اس نیت پر کہ مهدی الیه مهدی کو اس کے بدلے میں کم مقدار یا کیف اور نوعیت میں زیادہ دیں تو یہ حلال ہے مگر یہ خلاف مروت ہے دوسرے یہ کہ حرمت مراد لیا جائے یعنی اس زیادت کا لینا حرام ہو۔ تاہم اگر اول معنی مراد ہو تو یہ حکم عام ہے۔ حضور ﷺ اور آپ کے امت دونوں کو شامل ہے اور اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے تو یہ حکم صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہوگا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ مراتب کمال کے اعلی وارفع مرتبہ پر فائز تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ اور آپ کے ال علیہ السلام پر حرام ہے۔

واللہ اعلم

عظمت اللہ بنوی

مسئول دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی بنوں